بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بدر

مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء

BADR — QADIAN

خدا کی تازہ وحی

۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء **سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔** چنانچہ اسی دن بارش ہوگئی اور ۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ آگیا۔ مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کا آج (۔ مارچ ۱۹۰۷ء) کی ڈاک میں خط آیا کہ قریباً نو بجے رات کے ایک سخت جھٹکا بھونچال کا آیا اور بارش بھی بہت ہوئی اور اولے پڑے۔ اور میاں محمد نواب خان صاحب تحصیلدار کا آج گوجرات سے ایک کارڈ آیا۔ وہ لکھتے ہیں۔ جو ۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ گوجرات میں آیا۔ جو نہایت خطرناک تھا اور یہ پیشگوئی قبل از وقت ۔ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو لکھی گئی تھی جبکہ دھوپ تھا اور بادل کا نام ونشان نہ تھا۔ اور زلزلہ آیا تھا اس واقعہ کے گواہان حاشیہ میں درج ہیں۔[1]

۳۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ روزشنبہ۔ الہام

(۱) **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔**

تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل خانہ خدا تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ تم اس کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔

اور پھر [illegible] کے الہام ہوا۔

(۲)۔ **ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔**

اور پھر الہام ہوا۔

(۳)۔ **یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم**

اے لوگو تم اپنے رب کی پرستش کرو۔ وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بنا۔ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے۔ جس نے تجھے پیدا کیا

اور پھر الہام ہوا

(۴) **یاایھا الناس اتقوا ربکم اللہ خلقکم**

ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا۔

(۵)۔ **اے میری اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے**

اور پھر مجھے مخاطب کر کے الہام ہوا۔

(۶) **انت منی وانا منک انت الذی طار الیّ روحہ**

یعنے تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں اس زمانہ میں تجھ سے ظاہر ہونیوالا ہوں۔ تو وہ ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا۔

ضرورت

ہمارے معزز دوست سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر علاقہ کشمیر کو ایک ایسے آدمی کی اپنے ساتھ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جو قرآن شریف کا ترجمہ جانتا ہو۔ اور انٹرنس تک انگریزی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہو۔ تنخواہ کے علاوہ جو حسب لیاقت ہوگی۔ کھانا اور مکان شاہ صاحب کے ساتھ ہوگا۔

اخبار قادیان

حضرت اقدس بخیر وعافیت ہیں اور کتاب حقیقۃ الوحی کی تصنیف میں مصروف ہیں اس کتاب میں نشانات کا نمبر دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالے کے تازہ نشانات ہر وقت نمودار ہو رہے ہیں۔

اعلان

یاد رہے کہ اس رسالہ کے شائع کرنے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ لیکن ایک گندی اخبار جو قادیان سے آریوں کی طرف سے نکلتی ہے جس میں ہمیشہ وہ لوگ توہین اور بدزبانی کر کے اور دین اسلام کی نسبت اپنی فطرتی عداوت کیوجہ سے ناشائستہ کلمات بولکر اور ساتھ ہی مجھ کو بھی گالیاں دیکر لیکھرام کے قائم مقام ہو رہے ہیں ان کی اخبار نے ہمیں مجبور کیا کہ ان کے جھوٹے الزاموں کو اس رسالہ میں ہم دور کریں۔ اور ثابت کریں کہ ان کے بھائی لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان درحقیقت میرے بہت سے نشانوں کے گواہ ہیں اور ان پر کیا حصر ہے۔ تمام قادیان کے آریہ اور ہندو بعض نشانوں کے گواہ رویت ہیں اور پھر قادیان پر ہی موقوف نہیں۔ لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی ایک ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس نے تمام پنجاب اور ہندوستان اور آریہ سماج والے اس عظیم الشان نشان کے گواہ کر دئے ہیں۔ اب ان پیشگوئیوں سے انکار کرنا آریوں کے لئے ممکن نہیں۔ اور اس بارہ میں تسلیم اوشانا محض بے حیائی ہے اور اگر وہ اس قدر پر باز نہ آوے۔ تو پھر ان کا تمام پردہ کھول دیا جائیگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

راقم۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

حضرت مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت علیل ہے اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے صحت وعافیت عطا فرمائے۔

حضرت مولوی محمد احسن صاحب بخیر وعافیت ہیں اور مسجد مبارک میں گزشتہ جمعہ میں آپ نے خطبہ پڑھکر سامعین کو خوش وقت کیا۔

برادرم مفتی فضل الرحمن صاحب کے گھر میں اللہ تعالے نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے اور مخدومی شیخ یعقوب علی صاحب کے گھر میں بھی اللہ تعالے نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہر دو بچوں کو نیک بنائے اور خدمت دین کی توفیق کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔

[1] حضرت مولوی نور الدین صاحب۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ محمد صادق ایڈیٹر بدر۔ شیخ محمد نصیب صاحب محرر بدر۔ محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل۔ مولوی شیر علی بی اے۔ میر ناصر نواب صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری مستری رلارام۔ مولوی فضل دین صاحب۔ حاکم علی رئیس چک پنیار۔ عرب صاحب عبد المحی۔ سید ناصر شاہ صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ عبد الستار خان صاحب کابلی۔ احمد نور افغان محبوب الرحمن صاحب بنارسی۔ میر مہدی حسین صاحب۔ ماسٹر فقیر اللہ۔ مولوی قطب الدین طبیب۔ حاجی فضل حسین۔ شاہجہان پوری۔ شیخ عبد الرحیم دفتری بدر۔ میر محمد اسحٰق۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگوی۔ شیخ عبد العزیز صاحب نو مسلم۔ مولوی عظیم اللہ صاحب نابھوی۔ شیخ ڈاکٹر عبد اللہ۔ کرم علی کاتب۔ حاجی شہاب الدین صاحب۔ سلطان محمد افغان احمد علی صاحب نمبردار۔ چوہدری فتح محمد صاحب۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ غلام محمد صاحب مدرس۔ قاضی امیر حسین صاحب۔ میاں غلام قادر۔ مامون خان صاحب فخر الدین صاحب۔ ماسٹر عبد الرؤف صاحب۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی۔ اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی۔ قدرت اللہ صاحب۔ برکت علی۔ محرر الحکم۔ محمد جی۔ ایبٹ آبادی امیر احمد صاحب ولد مولوی سردار علی صاحب حکیم۔ احمد الدین صاحب زرگر۔ محمد اشرف محرر دفتر محاسب صدر انجمن۔ بورڈران مدرسہ تعلیم الاسلام۔ طالب علمان مدرسہ تعلیم الاسلام۔ ماسٹر محمد دین صاحب نام بہت سے ہیں کمی گنجائش کے سبب نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں۔

جلد ۶ | ۲۱ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۰۷ء | نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قادیان کے آریہ اور ہم

(تازہ تصنیف حضرت مسیح موعود و مہدی معہود)

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس — دل میں آتا ہے بار بار افسوس
ہو گئے حق کے سخت نافرمان — کر دیا دیں کو قوم پر قربان
وہ نشان جن کی روشنی سے جہاں — ہو کے بیدار ہو گیا لرزاں
اُن نشانوں سے ہیں یہ انکاری — پر کہاں تک چلے گی طرّاری
اُن کے باطن میں اِک اندھیرا ہے — کین و نخوت نے آ کے گھیرا ہے
لڑ رہے ہیں خدائے یکتا سے — باز آتے نہیں ہیں غوغا سے
قوم کے خوف سے وہ مرتے ہیں — سو نشاں دیکھیں کب وہ ڈرتے ہیں
موت لیکھو بڑی کرامت ہے — پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
میرے مالک تو اُن کو خود سمجھا (پنڈت لیکھرام) — آسمان سے پھر اِک نشان دکھلا (آمین)

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ عام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کریگا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے۔ آمین۔ المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود ؑ

ایک اخبار آریہ صاحبوں کی جو قادیان سے نکلتی ہے اور اب شائد جنوری ۱۹۰۷ء سے اس جگہ سے اس کا خاتمہ ہے اس میں میری نسبت لالہ شرمپت ساکن قادیان کا حوالہ دے کر ایک عجیب تہمت میرے پر لگائی ہے اور وہ یہ کہ جو دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں ایک تقریب سے میں نے بیان کیا تھا کہ اِن آسمانی نشانوں کے جو خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں صرف مسلمان ہی گواہ نہیں ہیں بلکہ اِس قصبہ کے ہندو بھی گواہ ہیں جیسا کہ لالہ شرمپت اور ملاوامل آریہ بھی جو ساکن قادیان ہیں اون کو میری نشانوں کا علم ہے اور اس جلسہ میں میں نے صرف اسی قدر بیان نہیں کیا تھا بلکہ میں نے تمام مہمانوں کے روبرو جو ہر ایک طرف سے اور نیز دور دراز ملکوں سے دو ہزار کے قریب جمع تھے۔ یہ بھی بیان کیا تھا کہ قطع نظر قادیان کے مسلمانوں کے اِس قصبہ کے تمام ہندو بھی میرے نشانوں کے گواہ ہیں کیونکہ اُس زمانہ پر پینتیس ۳۵ برس کے قریب مدت گزر گئی جبکہ میں نے یہ ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ اگرچہ اب تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے کہ میں ہزاروں انسانوں کو تیری طرف رجوع دونگا اور اگرچہ اب تجھ میں کوئی مالی طاقت نہیں مگر میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں اپنا الہام ڈالوں گا کہ اپنے مالوں سے تیری مدد کریں۔ فوج بدفوج لوگ آئینگے اور مال لینگے اور اس قدر آئینگے کہ قریب ہے کہ تو تنگ جاوے وہ ہر ایک راہ سے سفر کر کے قادیان میں آئینگے اور ان کی آمد کی کثرت سے راہیں گہری ہو جائیں گی اور جب اس پیشگوئی کے آثار ظاہر ہوں گے تو دشمن چاہینگے کہ یہ پیشگوئی ظاہر نہ ہو اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو مگر میں اونکو نامراد رکھونگا اور اپنا وعدہ پورا کروں گا اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

یہ خلاصہ ہے اُس پیشگوئی کا جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے اور درحقیقت اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے کی پیشگوئی ہے۔ جس کو کم سے کم پینتیس ۳۵ برس ہوتے ہیں سو اِس جلسہ میں میں نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا اور اس کے لئے یہ تقریب پیش آئی تھی کہ جب ہم مع اپنی جماعت کے جو دو ہزار کے قریب تھی اپنی جامع مسجد میں نماز میں مشغول تھے اور دور دور سے میری جماعت کے معزز لوگ آئے ہوئے تھے جن میں گورنمنٹ انگریزی کے بھی بڑے بڑے عہدہ دار اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نواب بھی موجود تھے تو عین اس حالت میں جبکہ ہم اپنی اس جامع مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے ایک ناپاک طبع آریہ برہمن نے گالیاں دینی شروع کیں اور نعوذ باللہ ان الفاظ سے بار بار گالیاں دیتا تھا کہ یہ سب کنجر اس جگہ جمع ہوئے ہیں کیوں باہر جا کر نماز نہیں پڑھتے اور پہلے سب سے مجھے ہی یہ گالی دی اور بار بار ایسے گندے الفاظ یاد کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اس رسالہ کو انکی تفصیل سے پاک رکھیں۔ قریباً ہم دو گھنٹہ تک نماز پڑھتے رہے اور وہ آریہ قوم کا برہمن برابر سخت اور گندے الفاظ کے ساتھ گالیاں دیتا رہا۔ اس وقت بعض دیہات کے سکھ بھی ہماری کثیر جماعت کو دیکھ رہے تھے اور حیرت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ خدا نے ایک دنیا کو جمع کر دیا ہے اور اُن لوگوں نے بھی منع کیا مگر وہ ناپاک طبع باز نہ آیا اور معزز مسلمانوں کو کنجر کے پلید لفظ سے بار بار یاد کرتا اور اشتعال دلاتا رہا۔

یہ ایک بڑا دکھ تھا جو عین نماز کی حالت میں مجھے اُٹھانا پڑا۔ اور یہ بھی خوف تھا کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو جوش پیدا ہو مگر خدا کا شکر ہے کہ سب نے صبر کیا تعجب ہے کہ کیوں اس نے یہ پلید اور گندہ لفظ اس جماعت کیلئے اختیار کیا شائد اس کو اپنے مذہب کا نیوگ یاد آ گیا ہوگا۔* اُس وقت سرکاری ملازم بٹالہ کا ایک ڈپٹی انسپکٹر بھی موجود

سلہ قادیان کے آریوں کو خطاب۔

* نیوگ آریہ مذہب کی رُو سے ایک مذہبی حکم ہے جس کی رُو سے ایک آریہ کی پاکدامن عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے اور باوجود اسکے کہ اس کو طلاق بھی نہیں دیگئی ایک دوسرے آدمی سے محض اولاد

تھا۔ غرض جب اس آریہ کی گالیاں حد سے بڑھ گئیں تو معزز مسلمانوں کے دلوں کو سخت رنج پہنچا اور اگر وہ ایک وحشی قوم ہوتی تو وہ قادیان کے تمام آریوں کیلئے کافی تھی مگر اُن کے اخلاق قابل تحسین ہیں کہ ایک سفلہ طبع آریہ نے باوجودیکہ اس قدر گندی گالیاں دیں تاہم اُنہوں نے ایسے صبر سے کام لیا گویا مُردے ہیں جن میں آواز نہیں۔ اور اس تعلیم کو یاد رکھا جو بار بار دی جاتی ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ صبر کیساتھ پیش آؤ۔

جب نماز ہو چکی تو میں نے دیکھا کہ ان گندی گالیوں سے بہت سے دلوں کو بہت رنج پہونچا تھا تب میں نے ان کی دلجوئی کیلئے یہ تقریر کی کہ یہ رنج جو پہونچا ہے اس کو دلوں سے نکال دو۔ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے وہ ظالم کو آپ سزا دیگا اور اس وقت میں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ قادیان کے ہندو سب سے زیادہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں۔ کیونکہ خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ایسی گندی گالیاں دیتے اور دُکھ پہنچاتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ خدا نے اس گاؤں میں کیسا بڑا نشان قدرت دکھلایا ہے وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ آج سے چھبیس ۲۶ ستائیس ۲۷ برس پہلے میں کیسی گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا کیا کوئی بول سکتا ہے کہ اس وقت یہ رجوع خلائق موجود تھا بلکہ ایک انسان بھی میری جماعت میں داخل نہ تھا اور نہ کوئی میرے ملنے کے لئے آتا تھا اور بجز اپنی ملکیت کی قلیل آمدن کے کوئی آمدنی بھی نہیں تھی۔ پھر اسی زمانہ میں بلکہ اس سے بھی پہلے جس کو پینتیس ۳۵ برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے خدا نے مجھے یہ خبر دی کہ ”ہزاروں لاکھوں انسان ہر ایک راہ سے تیرے پاس آویں گے یہانتک کہ سڑکیں گھس جاویں گی اور ہر ایک راہ سے مال آئے گا اور ہر ایک قوم کے مخالف اپنی تدبیروں سے زور لگائیں گے۔ کہ یہ پیشگوئی وقوع میں نہ آوے مگر وہ اپنی کوششوں میں نامراد رہینگے“ یہ خبر اُسی زمانہ میں میری کتاب براہین احمدیہ میں چھپ کر شائع ہو گئی تھی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس پیشگوئی کا آہستہ آہستہ ظہور شروع ہوا۔ چنانچہ اب میری جماعت میں تین لاکھ سے زیادہ آدمی ہیں ۞ اور فتوحات مالی کا یہ حال ہے کہ اب تک کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور قریباً پندرہ سو روپیہ اور کبھی دو ہزار ماہوار لنگر خانہ پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اور مدرسہ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے۔ یہ ایک ایسا نشان ہے کہ جس سے قادیان کے ہندوؤں کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے تھا کیونکہ وہ اس نشان کے اول گواہ تھے اُنکو معلوم تھا کہ اس پیشگوئی کے زمانہ میں مَیں کسقدر گمنام اور پوشیدہ تھا یہ تقریر تھی جو اس سلسلہ میں میں نے کی تھی اور تقریر کے آخر میں میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس نشان کے سب آریوں میں سے بڑھ کر گواہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان ہیں کیونکہ اُن کے روبرو کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے چھپی اور شائع ہوئی ہے بلکہ براہین احمدیہ کے چھپنے سے پہلے اُس زمانہ میں جبکہ میرے والد صاحب فوت ہوئے تھے۔ یہ پیشگوئی اِن ہر دو آریوں کو بتلائی گئی تھی۔ جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ میرے والد صاحب کے فوت ہونے کی خبر اِن الفاظ سے خدا تعالیٰ نے مجھے دی تھی کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔ یعنی قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد پڑیگا اور ساتھ ہی سمجھایا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا والد آفتاب کے غروب کے ساتھ ہی وفات پائیگا اور یہ الہام بطور ماتم پُرسی کے تھا جو اپنے خاص بندوں سے عادت اللہ میں داخل ہے اور جب یہ خبر سُنکر تردد اور غم پیدا ہوا کہ اُنکی وفات کے بعد ہماری اکثر وجوہ معاش جو ان کی ذات سے وابستہ ہیں نابود ہو جاویں گی۔ تب یہ الہام ہوا۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔

یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس وحی الٰہی میں صریحاً خبر دی گئی تھی کہ تمام حاجات کا خدا خود متکفل ہوگا۔ چنانچہ اس الہام کے مطابق غروب آفتاب کے بعد میرے والد صاحب فوت ہو گئے۔ اور اُن کے ذریعہ سے ہمارے جو وجوہ معاش تھے جیسی پنشن اور انعام وغیرہ سب ضبط ہو گئے۔ انہیں دنوں میں جن پر پینتیس ۳۵ برس کا عرصہ گذر گیا ہے میں نے اس الہام یعنے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کو مُہر میں کھدوانے کے لئے تجویز کی اور لالہ ملاوامل آریہ کو اس مُہر کے کھدوانے کے لئے امرت سر میں بھیجا اور محض اس لئے بھیجا کہ تا وہ اور لالہ شرمپت دوست اس کا دونوں اس پیشگوئی کے گواہ ہو جاویں چنانچہ وہ امرت سر گیا اور معرفت حکیم محمد شریف کلانوری کے پانچ روپیہ اُجرت دیکر مُہر بنوا لایا جس کا نقش اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ہے جو اب تک موجود ہے۔ یہ الہام قریباً پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ برس کا ہے جس کے یہ دونوں آریہ صاحبان گواہ ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں میری کیا حیثیت تھی پھر اس زمانہ میں جبکہ براہین احمدیہ جس میں مذکورہ بالا الہامات درج ہیں بمقام امرتسر پادری رجب علی کے مطبع میں چھپ رہی تھی۔ ان دونوں آریوں کو خوب معلوم ہے کہ میں کیسا گمنامی میں زندگی بسر کرتا تھا یہاں تک کہ کئی دفعہ یہ دونوں آریہ امرت سر میں میرے ساتھ جاتے تھے اور بجز ایک خدمتگار کے دوسرا آدمی نہیں ہوتا تھا اور بعض دفعہ صرف لالہ شرمپت ہی ساتھ جاتا تھا یہ لوگ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں میری گمنامی کی حالت کس درجہ تک تھی نہ قادیان میں میرے پاس کوئی آتا تھا اور نہ کسی شہر میں میرے جانے پر کوئی میری پرواہ کرتا تھا اور میں ان کی نظر میں ایسا تھا جیسا کہ کسی کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے۔

اب وہی قادیان ہے جس میں ہزاروں میرے پاس آتے ہیں اور وہی شہر امرت سر اور لاہور وغیرہ ہیں جو میرے وہاں جانے کی حالت میں صدہا آدمی پیشوائی کے لئے ریل پر پہنچتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت ہزارہا لوگوں تک نوبت پہنچتی ہے چنانچہ ۱۹۰۳ء میں جب میں نے جہلم کی طرف سفر کیا تو سب کو معلوم ہے کہ قریباً گیارہ ہزار آدمی پیشوائی کے لئے آیا تھا ایسا ہی قادیان میں صدہا مہمانوں کی آمد کا ایک سلسلہ جاری ہے اُس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا اور قادیان کے تمام ہندوؤں کو اور خاصکر لالہ شرمپت اور ملاوامل کو جو اب قوم کے دباؤ کے نیچے اگر خدا کے نشانوں سے منکر ہوتے ہیں ۞۔ خوب معلوم ہے کہ ان دنوں

۞ اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی مقام اسکندریہ سے کل ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا۔ لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے یعنی اسکندریہ کا جنکا نام ہے احمد زہری بدرالدین۔ یہ اُن کا خط ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں آپکو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپکے تابع اور آپ کی پیروی کرنیوالے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریں اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپکا پیرو نہیں ہو گیا۔ منہ

۞ مجھے واقعی طور پر معلوم نہیں کہ درحقیقت لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل سچ مچ ان تمام نشانوں سے منکر ہو گئے ہیں جنکو کہ وہ دیکھ چکے ہیں صرف آریہ اخبار کے حوالہ سے یہ لکھا ہوا ہے اور میں نہیں اُمید رکھتا کہ کوئی انسان ایسا خدا تعالیٰ سے بیخوف ہو جاوے کہ اپنی رویت کی گواہیوں سے منکر ہو جاوے ہر ایک شخص کا آخر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہے۔ منہ

[illegible] ایک ویرانہ اور خالی تھا اور کوئی ہمارے پاس نہیں آتا تھا ان لوگ
[illegible] آجاتے تھے یہ سب باتیں وہ حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔
[illegible] دن میری تقریر کا یہی خلاصہ تھا کہ قادیان کے آریوں پر خدا تعالیٰ کی حجت
[illegible] کہ ان دونوں آریوں پر تو بخوبی اتمام حجت ہو چکا ہے جو بہت سے نشانوں
[illegible] گمراہ لوگ اس زبردست طاقتوں والے خدا سے نہیں ڈرتے جو ایک دم
[illegible] ہے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیش گوئی
[illegible] پوری ہو گئی کہ جو اسی کتاب براہین احمدیہ میں درج تھی اور اسی زمانہ میں جسکو قریباً چھبیس[26] برس
[illegible] تمام پنجاب و ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی یعنے یہ کہ دشمن بہت زور لگائینگے کہ تا
[illegible] اور یہ نشان اور یہ رجوع خلائق ظہور میں نہ آوے اور لوگ مالی مدد نہ کریں لیکن پھر بھی
خدا تعالیٰ اپنی پیشگوئی کو پوری کریگا اور وہ سب نامراد رہینگے اور یہ پیشگوئیاں نہ صرف عربی
[illegible] اردو میں انگریزی میں فارسی میں عبرانی میں براہین احمدیہ میں موجود ہیں
[illegible] چند سال کے بعد ان پیشگوئیوں کے آثار شروع ہونے لگے تو مخالفوں
[illegible] جوش پیدا ہوا۔ قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورہ سے
[illegible] بیس یا تیس برس گذر گئے اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار
[illegible] دوکاندار ہے لوگ اس کا دھوکہ نہ کھاویں مالی مدد نہ کریں ورنہ اپنا روپیہ ضائع
[illegible] اشتہار سے ان آریوں کا مدعا یہ تھا کہ تا لوگ رجوع سے باز آجاویں اور مالی
[illegible] مگر دنیا جانتی ہے کہ اس اشتہار کے زمانہ میں میری جماعت ساٹھ[60] یا
[illegible] زیادہ نہ تھی چنانچہ یہ امر سرکاری رجسٹروں سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ
[illegible] زیادہ سے زیادہ تیس[30] یا چالیس[40] روپیہ ماہوار آمدنی تھی مگر اس اشتہار کے بعد
[illegible] ایک دریا رواں ہو گیا۔ اور آج تک کئی لاکھ لوگ بیعت میں داخل ہوئے اور
اب [illegible] ہر ایک مہینہ میں پانسو کے قریب بیعت میں داخل ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ
انسان [illegible] مقابلہ نہیں کر سکتا یہ میرا بیان بغیر کسی ثبوت کے نہیں۔ ملاوامل کا اشتہار اب تک میرے
[illegible] موجود ہے جو لالہ شرمپت کے مشورہ سے لکھا گیا تھا۔ سرکاری مہمان شماری تو ہمارے
[illegible] مقرر ہی ہے پس اس اشتہار کی تاریخ اشاعت پڑھو اور دوسری طرف سرکاری کاغذات کے
[illegible] اس زمانہ اور بعد کے زمانہ کا مقابلہ کر لو کہ اشتہار سے پہلے کس قدر مہمان آتے تھے
[illegible] قدر روپیہ آتا تھا اور بعد میں کس قدر خدا کی مدد شامل ہو گئی یہ امر منی آرڈروں کے رجسٹروں [illegible]
[illegible] کاغذات مہمان شماری سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے اشتہار شائع کیا
[illegible] میری جماعت تھی یعنی اُن کاغذات سے جو پولس کی معرفت گورنمنٹ میں پہنچ رہیں بخوبی
[illegible] سکتا ہے اور صفائی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے لوگوں کو
[illegible] اشتہار دیا کس قدر میری جماعت تھی۔ اور کس قدر روپیہ آتا تھا اور پھر بعد میں کس قدر
[illegible] میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قدر ترقی ہوئی کہ جیسا ایک قطرہ سے دریا بنجاتا ہے اور یہ
[illegible] بالکل غیر معمولی اور معجزانہ تھی حالانکہ نہ صرف ملاوامل نے بلکہ ہر ایک دشمن نے اس ترقی
کو روکنے کیلئے پورا زور لگایا اور چاہا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو آخر نتیجہ یہ ہوا کہ
ایک دوسری پیش گوئی پوری ہو گئی یعنے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا۔ دشمن
[illegible] کے رجوع کو روک نہ سکے۔

// اگر انسان حیا اور شرم کا کچھ مادہ اپنے اندر رکھتا ہو تو یہ سمجھ سکتا ہے کہ [illegible]
[illegible] قدرتوں سے پُر ہیں۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر [illegible] اور سوچ سکتا [illegible]

ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو انسانوں کی مخالفانہ کوششیں ضرور کارگر ہو جاتیں ان اشتہارات
کا اگر کچھ نتیجہ ہوا تو یہ ہوا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا کہ دشمن جان
توڑ کر زور لگائینگے کہ عروج اور نصرت الٰہی اور رجوع خلائق کی پیشگوئی پوری نہ ہو مگر وہ پوری ہو
جاوے گی اور عجیب بات ہے کہ صرف ملاوامل نے ہی زور نہیں لگایا بلکہ آریہ صاحبوں کا وہ
پنڈت جس کی جان کو خدا کی پیشگوئی نے لے لیا یعنی لیکھرام وہ بھی اپنی ناچیز عمر کا حصہ انہیں
تحریروں میں کھو گیا کہ تا براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری نہ ہو جو براہین احمدیہ میں لاکھوں انسانوں
کے رجوع اور لاکھوں روپے کی آمدن کے بارہ میں شائع ہو چکی تھی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا کہ
خدا تعالیٰ نے مجھے پانچ برس پہلے خبر دی تھی کہ وہ اپنی بد زبانی کی پاداش میں چھ[6] برس کی میعاد
میں قتل کیا جائیگا وہ بدنصیب اس پیشگوئی کو پورا کر کے راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

ایسا ہی عیسائیوں نے بھی اس پیشگوئی کو رد کرنے کے لئے بہت زور لگایا اور ان
کے اشتہار بھی اب تک میرے پاس موجود ہیں پھر مسلمان جن کا حق تھا اور جن کا فخر تھا کہ
مجھے قبول کرتے انہوں نے بھی اس پیشگوئی کے رد کرنے کیلئے جو براہین احمدیہ میں میری
آئندہ ترقی اور اقبال اور رجوع خلائق کی نسبت چھبیس[26] برس سے درج تھی اور تخمیناً پینتیس[35]
برس سے زبانی شائع ہو چکی تھی ناخنوں تک زور لگایا یہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں کہ
ایک لاکھ سے زیادہ پرچہ ان کی طرف سے ایسا نکلا ہو گا جس میں اس بات پر زور دیا گیا
کہ یہ شخص کافر ہے۔ دجال ہے بے ایمان ہے کوئی اس کی طرف رخ نہ کرے اور کوئی اس
کی مدد نہ کرے بلکہ کوئی مصافحہ اور السلام علیکم نہ کرے اور جب مر جائے تو مسلمانوں کے قبرستان
میں دفن نہ کیا جائے مگر ان اشتہاروں کی کیسی الٹی تاثیر ہوئی جس سے خدا تعالیٰ کی قدرت
نظر آتی ہے کہ ان کے بعد کئی لاکھ آدمیوں نے میری بیعت کر لی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دوسرے
بیشمار تحائف ہر طرف سے آئے اور خدا کی غیرت اور قدرت نے اُن کے منہ پر وہ
طمانچے مارے کہ ہر ایک میدان میں اون کو شکست نصیب ہوئی اور ہر ایک مباہلہ میں موت
یا ذلت اُن کے حصہ میں آئی یہ تمام اشتہارات جو آریوں کی طرف سے نکلے اور عیسائیوں
کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوئے میرے چند صندوقوں میں موجود ہیں
جن میں ہزارہا گالیوں کے ساتھ جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بڑھکر ہیں مجھے مکار
فریبی۔ ٹھگ۔ دجال۔ دہریہ اور بے ایمان کر کے یاد کیا گیا ہے اور اس لئے جمع رکھے
گئے تا کسی کو انکار نہ ہو سکے۔

جب میں ایک طرف براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی دیکھتا ہوں کہ اگرچہ تو اب
اکیلا ہے تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ لاکھوں انسان
تیرے ساتھ ہو جاوینگے اور اپنے عزیز مالوں سے تیری مدد کرینگے اور ہر ایک قوم کے دشمن
زور لگائینگے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو مگر میں اونکو نامراد رکھونگا اور میں تجھے ہر ایک تباہی سے
بچاؤنگا اگرچہ کوئی بچانے والا نہ ہو اور دوسری طرف اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک قوم
کے دشمنوں کا پیشگوئی کے رد کرنے کیلئے پوری کوشش کا مشاہدہ کرتا ہوں اور پھر
دیکھتا ہوں کہ باوجود دشمنوں کی سخت مزاحمت کے آخر وہ پیشگوئی ایسی پوری ہو گئی کہ
اگر آج وہ تمام بیعت کرنے والے ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں تو ایک بادشاہ
کے لشکر سے بھی زیادہ ہوں گے تو اس موقعہ پر مجھے وجد سے رونا آتا ہے کہ ہمارا خدا کیسا
قادر خدا ہے کہ جس کے منہ کی بات کبھی ٹل نہیں سکتی گو تمام جہان دشمن ہو جائے اور اُس بات
// روکنی چاہے۔

یہ وہ بیان تھا جو اس جلسہ میں میں نے کیا تھا اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا قادیان کے ہندو اس پیشگوئی اور اس کے پورے ہونے کی کچھ خبر نہیں۔ کیا لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل اس پیشگوئی سے بے خبر ہیں اور کیا آریہ صاحبان اپنے مذہب میں اس کی کوئی ثابت شدہ نظیر بتلا سکتے ہیں اور کیا وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی اس زمانہ میں میری طرف کسی کو رجوع نہ تھا لعنت ہے وہ شخص جو جھوٹ بولے اور مُردار ہے وہ کمینہ جو سچ کو چھپاوے۔ ایسے انسان اگرچہ زبان سے کہیں کہ خدا ہے لیکن درحقیقت وہ خدا سے منکر ہی ہوتے ہیں مگر خدا اپنی طاقتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں میں آج سے نہیں بلکہ قدیم سے جانتا ہوں کہ عموماً قادیان کے ہندو سخت اسلام کے دشمن اور تاریکی سے پیار کرتے ہیں وہ نور کو دیکھ کر اور بھی تاریکی کی طرف دوڑتے ہیں گویا ان کے نزدیک خدا نہیں اور خدا نے اُن کو لیکھرام کا بڑا نشان دکھایا تھا لیکن انہوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ اور یہ کس قدر صاف نشان تھا جس میں [illegible] تھی کہ لیکھرام طبعی موت سے نہیں مریگا بلکہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جاویگا اور عید کے دن کے بعد جو دن ہوگا اس میں یہ واقعہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس پیشگوئی کی بنا صرف یہ تھی کہ وہ مذہب اسلام کو جھوٹا سمجھتا تھا اور بہت بدزبانی کرتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنی زبان کی چھری اسلام پر چلاتا ہے مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چھری سے اُس کا کام تمام کرے گا سو ایسا ہی وقت میں آیا اور میں نے اشتہار دیا تھا کہ اے آریو! اگر تمہارے پرمیشر میں کچھ طاقت ہے تو اس کی جناب میں دُعا اور پرارتھنا کر کے لیکھرام کو بچا لو مگر تمہارا پرمیشر اُس کو بچا نہ سکا۔ اور اُس نے میری نسبت یہ پیش گوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک مر جائیگا خدا نے اُس کی پیشگوئی جھوٹی ثابت کی اور ہمارا خدا غالب رہا۔ پھر اُس نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں میرے ساتھ مباہلہ کیا یعنی دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جس کا جھوٹا مذہب ہے وہ مر جائے۔ آخر وہ اس دعا کے بعد آپ ہی مر گیا اور اس بات پر مہر لگ گئی کہ آریہ مذہب سچا نہیں ہے اور اسلام ہی سچا دین ہے اور اس نے میری نسبت یہ بھی گواہی دیدی کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔

ہمیں یہ افسوس کبھی فراموش نہیں ہوگا کہ لیکھرام کی اس موت کا اصل باعث قادیان کے ہندو ہی ہیں وہ شخص ناواقف تھا اور جب وہ قادیان میں آیا تو قادیان کے ہندوؤں نے میری نسبت اُس کو یہ کہا کہ یہ جھوٹا اور فریبی ہے۔ ان باتوں کو سنکر وہ سخت دلیر ہو گیا اور سخت بگڑ گیا اور اپنی زبان کو بدگوئی میں چھری بنا لیا سو وہی چھری اس کا کام کر گئی خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی کو گالیاں دینا اور سچے کو جھوٹا قرار دینا آخر انسان کو سزا کے لائق کر دیتا ہے۔ اگر لیکھرام نرمی اور تواضع اختیار کرتا تو بچایا جاتا کیونکہ خدا کریم و رحیم ہے اور سزا دینے میں دھیما ہے مگر ان لوگوں نے اُس کو بڑا دھوکہ دیا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت کا گناہ قادیان کے ہندوؤں کی گردن پر ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اُس سے بہت ہی بُرا سلوک کیا یہ لوگ زبان سے تو کہتے ہیں کہ پرمیشر ہے مگر میں نہیں قبول کرتا کہ ان کے دل پرمیشر پر ایمان لاتے ہیں ان کا عجیب مذہب ہے کہ جس قدر زمین پر پیغمبر گزرے ہیں سب کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور جھوٹا جانتے ہیں گویا صرف چھوٹا سا ملک آریہ ورت کا ہمیشہ خدا کے تخت کی جگہ رہا ہے اور دوسرے ملکوں سے خدا نے کچھ تعلق نہیں رکھا یا اُن سے بے خبر رہا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک ملک میں اس کے پیغمبر آئے ہیں [illegible] ہندوؤں میں بھی خدا کے پاک پیغمبر اور اس کا کلام پانے والے گذرے ہیں اور ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ خدا تمام ملکوں کا ہے نہ صرف ایک ملک کا۔ معلوم نہیں شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں یہ کیوں ڈال دیا ہے کہ بجز وید کے خدا کی ساری کتابیں جھوٹی ہیں اور [illegible] جھوٹے ہیں اور خدا کا پیارا عیسیٰ اور خدا کا برگزیدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب جھوٹے اور مکار گذرے ہیں ہماری شریعت صلح کا پیغام ان لوگوں [illegible] کسی کے بزرگ کی [illegible] کے بزرگوں کو جھوٹا مت کہو مگر یہ کہو کہ ہزارہا رسولوں کے گذرنے [illegible] آریوں کا مذہب کہ جنہوں نے مگر بمقابل ہمارے [illegible] پاک مسیح [illegible] ہمارے [illegible] نبیوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو مفتری اور جھوٹا سمجھتے ہیں اب کوئی [illegible] ہے کہ ایسے لوگوں سے صلح ہو سکے ان لوگوں سے بہتر سناتن دھرم کے [illegible] اخلاق لوگ ہیں جو ہر ایک نبی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور فروتنی سے سر جھکاتے ہیں میری دانست میں اگر [illegible] کے درندے اور بھیڑیئے ہم سے صلح کر لیں اور شرارت چھوڑ دیں تو یہ ممکن ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ایسے اعتقاد کے لوگ بھی دل کی صفائی سے اہل اسلام سے صلح کر لینگے سراسر باطل ہے بلکہ ان کا ان عقیدوں کے ساتھ مسلمانوں سے سچی صلح کرنا ہزاروں محالوں سے بڑھ کر محال ہے کیا کوئی سچا مسلمان برداشت کر سکتا ہے جو اپنے پاک اور بزرگ نبیوں کی نسبت ان گالیوں کو سُنے اور پھر صلح کر لے ہرگز نہیں۔ پس ان لوگوں کے ساتھ صلح کرنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ کاٹنے والے زہریلے سانپ کو اپنی آستین میں رکھ لینا۔ یہ قوم سخت سنگدل قوم ہے جو تمام پیغمبروں کو جو دنیا میں [illegible] کر گئے مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں نہ حضرت موسیٰ ان کی زبان سے بچ سکے نہ حضرت عیسیٰ اور نہ ہمارے سید و مولیٰ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے سب سے زیادہ دنیا میں اصلاح کی جن کے زندہ کئے ہوئے مردے اب تک زندہ ہیں۔

خدا جو نہاں در نہاں ہے اُس کی ذات کا ثبوت صرف ایک گواہی سے کیونکر مل سکتا ہے۔ اس لئے خدا نے دنیا کی ہر ایک قوم میں ہر ایک ملک میں ہزارہا نبی پیدا کئے اور وہ اپنے وقتوں میں آئے کہ جبکہ زمین لوگوں کے گناہوں سے پلید ہو چکی تھی اور ان سے بڑے بڑے نشان

اس جگہ یہ واقعہ قدرت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی تھی کہ وہ اگر حق کی طرف رجوع نہیں کریگا تو پندرہ مہینے میں مر جائیگا اور لیکھرام کی نسبت پیشگوئی تھی کہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جائیگا۔ پھر چونکہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کے دنوں میں بہت ڈرتا رہا اور اس کے دل پر حق کی عظمت غالب آگئی اور اُس نے اس مدت میں کوئی بُرا لفظ زبان سے نہ کہا اس لئے خدا نے جو رحیم و کریم ہے اس کی میعاد کو بڑھا دیا اور وہ کچھ اور تھوڑی مدت تک زندہ رہکر مر گیا مگر لیکھرام نے پیشگوئی سننے کے بعد زبان درازی شروع کی جیسا کہ سفلہ ہندوؤں کی عادت ہے اس لئے اُس کی اصل میعاد بھی پوری ہونے نہ پائی اور ابھی میعاد میں ایک سال باقی تھا جو پیشگوئی کے مطابق قتل کیا گیا۔ ایسا ہی احمد بیگ
(دیکھو اگلا کالم)

(بقیہ حاشیہ کالم اول) کی نسبت پیشگوئی پوری ہونے کے بعد اس کے مرنیکے بعد اس کے وارثوں نے بہت غم اور خوف ظاہر کیا اس لئے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس کے داماد کی موت میں تاخیر ڈال دی کیونکہ تمام نبیوں کی زبانی خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وعید کی بلا [illegible] کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ لوگ ڈر جائیں اور ان کا خوف [illegible] سے [illegible] اور خدا تعالیٰ سے [illegible]

اور کیا یہ سچ نہیں کہ جب بسمبرداس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا گیا۔ تو نماز عشاء کیوقت جب میں اپنی بڑی مسجد میں تہا علی محمد نام ایک ملان ساکن قادیان نے جو اب تک زندہ اور ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے میرے پاس آکر بیان کیا کہ اپیل منظور ہو گئی اور بسمبرداس بری ہو گیا اور کہا کہ بازار میں اس خوشی کا ایک جوش برپا ہے تب اس غم سے میرے پر وہ حالت گذری جس کو خدا جانتا ہے اُس غم سے میں محسوس نہیں کر سکتا تہا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا تب مجہے یہ الہام ہوا لا تخف انک انت الاعلیٰ یعنی غم نہ کر تجہی کو غلبہ ہوگا تب میں نے شرمپت کو اس سے اطلاع دی اور حقیقت یہ کھلی کہ اپیل صرف لیا گیا ہے یہ نہیں کہ بسمبرداس بری کیا گیا ہے۔

پس شرمپت قسم کہا کر بتلاوے کہ کیا یہ واقعہ نہیں گزرا اور دوسری طرف علی محمد ملان بہی قسم کے لئے بلایا جائیگا جو ایک مخالف بلکہ ایک نہایت خبیث مخالف کا بہائی ہے۔

(۳) اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ایک دفعہ چندا سنگہ نام ایک سکہہ پر بابت درختان تحصیل بٹالہ میں ہماری طرف سے نالش دائر کی گئی تہی کہ اس نے بغیر اجازت ہماری کے اپنے کہیت سے درخت کاٹ لئے ہیں تب خدا نے میری دعا کرنے کیوقت میری دعا کو قبول فرما کر میرے پر یہ ظاہر کیا تہا کہ ڈگری ہو گئی اور میں نے یہ پیشگوئی شرمپت کو بتا دی تہی پہر ایسا اتفاق ہوا کہ حکم کیوقت ہماری طرف سے عدالت میں کوئی حاضر نہ تہا اور فریق ثانی حاضر ہو گئے تہے قریب عصر کیوقت تہا کہ شرمپت نے ہماری مسجد میں آکر تمسخر کے طور پر مجہے یہ کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا ڈگری نہیں ہوئی تب مجہہ پر وہ غم گذرا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کا قطعی طور پر کلام تہا میں مسجد میں نہایت پریشانی سے بیٹہ گیا اس خیال سے کہ ایک مشرک نے مجہے شرمندہ کیا۔ اور میں اس کی اس خبر سے انکار نہیں کر سکتا تہا کیونکہ قریب پندرہ آدمی کے ہندو اور مسلمان بٹالہ سے یہ خبر لائے تہے اس لئے نہایت درجہ کا غم مجہہ پر طاری تہا اتنے میں غیب سے ایک آواز آئی اور وہ نہایت رُعبناک آواز تہی اس کے الفاظ یہ تہے۔ ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے! یعنی کیا تو خدا کے کلام کو باور نہیں کرتا۔ ایسی آواز پہلے اس سے میں نے کبہی نہیں سُنی تہی میں مسجد کے ہر طرف دوڑا کہ یہ بلند آواز کس کی طرف سے آئی اور آخر معلوم ہوا کہ فرشتہ کی آواز ہے یہ وہی فرشتے ہیں جن سے آجکل کے اندہے آریہ انکار کرتے ہیں تب میں نے اُسیوقت شرمپت کو بلایا اور کہا کہ ابہی خدا کی طرف سے مجہے یہ آواز آئی ہے اس پر اس نے [illegible] ہنس دیا اور کہا کہ بٹالہ سے پندرہ سولہ آدمی آئے ہیں جو بعض ہندو بعض سکہہ اور بعض مسلمان ہیں اور بعض ان کے بازار میں موجود ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ سب جہوٹ بولیں یہ کہکر چلا گیا اور مجہے اس نے اس وقت ایک دیوانہ سا خیال کیا رات میری سخت بے قراری میں بسر ہوئی صبح ہوتے ہی میں خود بٹالہ گیا تحصیل میں حافظ ہدایت علی تحصیلدار موجود نہ تہا مگر اس کا سررشتہ دار سنسار داس نام موجود تہا جو اب تک زندہ ہوگا میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا اُس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوئی میں نے کہا کہ قادیان کے پندرہ سولہ آدمی جو فریق مخالف اور اس کے گواہ تہے سب نے جا کر یہی بیان کیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا

نوٹ:- نادان آریہ کہتے ہیں کہ خدا کو کسی چٹہی رساں کی کیا حاجت ہے یعنے وہ فرشتوں کا محتاج نہیں پس یہ تو سچ ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں مگر اس کی عادت میں داخل ہے کہ وسائط سے کام لیتا ہے اور وسائط سے کام لینا اس کے عام قانون قدرت میں داخل ہے دیکہو وہ ہوا کے ذریعہ سے کانوں تک آواز پہونچاتا ہے پس جسمانی سلسلہ سے یہ روحانی فعل اس کا عین مطابق ہے جو روحانی کانوں کو اپنی آواز فرشتوں کے ذریعہ سے جو ہوا کے قائمقام ہیں پہنچاوے اور ضرور ہے کہ جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں باہم مطابق ہوں اور یہی دلیل قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ منہ۔

ہے اس نے جواب دیا کہ ایک طرح سے انہوں نے بہی جہوٹ نہیں بولا۔ بات یہ ہوئی کہ تحصیلدار کے فیصلہ لکہنے کیوقت میں حاضر نہ تہا کسی کام کیلئے باہر چلا گیا تہا یا شاید یہ کہا تہا کہ میں پاخانہ پہرنے کے لئے چلا گیا تہا اور تحصیلدار نیا آیا ہوا تہا اور اس کو ابتک درپیچ مقدمات کی خبر نہ تہی اور فریق مخالف نے اس کے فیصلہ لکہنے کیوقت ایک فیصلہ صاحب کمشنر کا اس کے آگے پیش کیا تہا اور اس میں صاحب کمشنر کا یہ حکم تہا کہ چونکہ یہ مزارعہ موروثی ہیں اس لئے ان کا حق ہے کہ اپنے کہیت کے درخت ضرورت کے وقت کاٹ لیا کریں مالک کا اس میں کچہہ دخل نہیں تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکہہ کر مقدمہ خارج کر دیا اور جب میں آیا تو مجہے وہ اپنا لکہا ہوا فیصلہ دیکر شامل مسل کرو میں نے پڑہہ کر کہا کہ ان زمینداروں نے آپ کو دہوکہ دیا ہے کیونکہ جس فیصلہ کو انہوں نے پیش کیا ہے وہ صاحب فنانشل کمشنر کے حکم سے منسوخ ہو چکا ہے اور جب اس حکم کے رو سے کوئی مزارعہ موروثی ہو یا غیر موروثی بغیر اجازت مالک کے اپنے کہیت کا درخت نہیں کاٹ سکتا اور میں نے مسل میں سے اس کو دہ فیصلہ دکہا دیا تب تحصیلدار نے فی الفور اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہینک دیا اور دوسرا فیصلہ ڈگری کا لکہہ دیا اور کل خرچہ مدعا علیہم کے ذمہ ڈالا فریق ثانی تو خوشی خوشی اپنے حق میں فیصلہ سنکر قادیان کو چلے گئے تہے اس دوسرے فیصلہ کی خبر نہ تہی اس لئے انہوں نے وہی ظاہر کیا۔ جو ان کو معلوم تہا۔

غرض میں نے واپس آکر یہ سب حال شرمپت کو سنایا اور مزارعان کو بہی اپنی جہوٹی خوشی پر اطلاع ہو گئی پس اگر لالہ شرمپت اس نشان سے بہی منکر ہے تو چاہیئے کہ قسم کہا کر کہے کہ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا اور ایسا بیان سراسر افترا ہے اور میں یقین رکہتا ہوں کہ ابہی بہت سے لوگ قادیان میں اور ان میں سے زندہ ہونگے جنہوں نے یہ نشان دیکہا۔

اور سوا اس کے جیسیوں نیولے سے [illegible] نشان ہیں جن کا گواہ رویت لالہ شرمپت ہے وہ تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہے کہاں تک آریہ لوگ اس سے انکار کرائینگے۔

(۴) بہلا لالہ شرمپت قسم کہا کر کہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب نواب محمد حیات خان سی ایس آئی معطل ہو گیا تہا اور کوئی بریت کی اُمید نہیں تہی اور اس نے مجہہ سے دعا کی درخواست کی تہی تو میرے پر خدا نے ظاہر کیا تہا کہ وہ بری کیا جائیگا اور میں نے کشفی نظر سے اس کو عدالت کی کرسی پر بیٹہے دیکہا تہا اور یہ بات میں نے اس کو بتا دی تہی اور شرمپت اس کو کہنے گئے تہے ان کو بتائی تہی چنانچہ کشن سنگہ آریہ بہی اس کا گواہ ہے اگر یہ سچ نہیں تو قسم کہاوے۔

(۵) اور پہر لالہ شرمپت قسم کہا کر بتاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب پنڈت دیانند نے پنجاب میں آکر بہت نسی کیا اور خدا کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحقیر کی اور خدا کے تمام مقدس نبیوں کو سونے کہوٹے کی طرح قرار دیا۔ تب میں نے شرمپت کو کہا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ اب اس کی موت کا دن قریب ہے وہ بہت جلد مریگا کیونکہ اس کا دل مر گیا ہے چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اجمیر میں مر گیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتہہ لے گیا۔

(۶) اور نیز شرمپت قسم کہا کر بتلاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایکدفعہ اس کو اور ملاوامل کو صبح کیوقت یہ الہام بتلایا گیا تہا کہ آج ارباب سرور خان نام ایک شخص کا روپیہ آئیگا۔ اور وہ ارباب محمد لشکر خان کا رشتہ دار ہوگا تب ملاوامل وقت پر ڈاکخانہ میں گیا اور خبر لایا کہ سرور خان کا اس قدر روپیہ آیا مگر ساتہہ ہی یہ عذر کیا کہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ فلان شخص کا رشتہ دار ہے تب اس کے تصفیہ کے لئے ان کے روبرو مردان میں بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کیطرف خط لکہا گیا تہا جو ان دنوں میں میرے سخت مخالف ہیں ان کا جواب آیا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے

(۷) اور کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مرتبہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ اسے عمی بازی خورش کردی ۔ مرا افسوس بسیار دادی ۔ اور اوسی دن شرمپت کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے امین چند رکھا اور ان دنون میں میرا بھائی غلام قادر مرحوم بیمار تھا۔ مین نے لالہ شرمپت کو کہا کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے یہ میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے اور الہامی طور پر میرے بیٹے سلطان احمد کی طرف سے یہ کلمہ ہے اور یا ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کیطرف اشارہ ہو جس کا نام تو نے امین چند رکھا ہے* یہ میرا کہنا ہی تھا کہ لالہ شرمپت نے گھر میں جا کر اپنے بیٹے کا نام بدلدیا اور بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھدیا جو اب تک زندہ موجود ہے مگر چند روز کے بعد میرا بھائی فوت ہو گیا اور یہ بات بھی لالہ شرمپت سے حلفاً دریافت کرنی چاہیئے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب گورداسپور میں ایک شخص کرم دین نام نے میرے پر دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی عدالت آتما رام اکسٹرا اسسٹنٹ میں دائر کیا ہوا تھا تو مین نے لالہ شرمپت کو کہا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ انجام کار مین اس مقدمہ مین بری کیا جاؤن گا گو کرم دین سزا پائیگا یہ اس وقت کی خبر ہے کہ جب تمام آثار اس کے برخلاف تھے اور حاکم کی رائے مخالف تھی چنانچہ آتما رام مجوزہ مقدمہ نے اپنے فیصلہ کیوقت بڑی سختی سے فیصلہ دیا اور ہم پر سات سو روپیہ جرمانہ کیا اور تا ظہرین تک زور لگا کر یہ فیصلہ لکھا اور پھر صاحب ڈویژنل جج کے حکم سے جیسا کہ میں نے پیشگوئی کی تھی وہ حکم آتما رام کا منسوخ کیا گیا اور صاحب موصوف نے بڑی عزت کے ساتھ بری کر کے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ یعنی میں نے کرم دین کی نسبت استعمال کئے ہیں یعنی کذاب و لئیم+ کا لفظ ان الفاظ سے کرم دین کی کچھ بھی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر بھی کوئی اور سخت الفاظ اس کے حق میں استعمال کئے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا یہ آخر میرے حق میں فیصلہ ہوا مگر کرم دین پر پچاس روپیہ جرمانہ قائم رہا یہ پیشگوئی نہ صرف یہ کہ میں نے لالہ شرمپت کو بتلائی تھی بلکہ میں اس پیشگوئی کو مقدمہ کے وجود سے بھی پہلے اپنی کتاب مواہب الرحمن میں جو ایک عربی زبان میں کتاب ہے شائع کر چکا تھا جس کی کسی کو بھی گنجائش نہیں جو اس سے انکار کر سکے ۞

یہ چند پیشگوئیان بطور نمونہ میں اس وقت پیش کرتا ہوں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان صحیح ہے اور کئی دفعہ لالہ شرمپت سن چکا ہے اور اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے آمین ولعنة اللّٰہ علی الکاذبین ایسا ہی شرمپت کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی میری اس قسم کے مقابل پر قسم کھاوے اور یہ کہے کہ اگر میں نے اس قسم میں جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال کے اندر اس کی سزا وارد کرے آمین ۔ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین ۔+

یہ تو شرمپت کی نسبت لکھا گیا اور ملاوامل اس کا دوست بھی اس میں شریک ہے اس کو چاہیئے کہ اس بات کی قسم کھاوے کہ کیا میرے والد صاحب کی وفات کے بعد الہام الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ مُہر پر کھدوانے کیلئے امرتسر اس کو نہیں بھیجا تھا اور کیا بامجرد یہ اجرت دیکر وہ مُہر نہیں لایا تھا اور کیا اُس زمانہ میں اس عروج اور شان و شوکت اور رجوع خلائق کا نام و نشان تھا اور کیا یہ تمام پیشگوئی اس کو نہیں بتائی گئی تھی جس کیلئے وہ بھیجا گیا تھا یعنی اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ خبر ملی تھی کہ شدید کے روز انسانوں کے نزدیک وجود میرا والد فوت ہو جائے گا اور مجھ کو کچھ غم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ میں تیرا متکفل ہوں گا اور خبری جا دیات ۔ یہ بھی کرنے کے لئے میں کافی ہوں گا اور یہ تخمیناً پینتیس ۳۵ چھتیس ۳۶ برس کا الہام ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں ایسا پوشیدہ تھا جیسا کہ ایک ٹکڑہ کسی جوہر کا سمندر کی تہ کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے

دوسری یہ بات کہ کیا وہ ایک مرتبہ مرض دق میں مبتلا نہیں ہوا تھا اور اس کو خواب بھی آئی تھی کہ ایک زہریلے سانپ نے اس کو کاٹا ہے اور تمام بدن اس کا سوج گیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں کہ وہ میرے پاس آکر رویا تھا اور دعا کے لئے کہا تھا تب میں نے اس کے حق میں دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا ۔ قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً یعنے اے تپ کی آگ ٹھنڈی ہو جا اور یہ الہام اس کو سنا دیا گیا تھا اور پھر بعد اس کے چند دنون میں ہی وہ صحت یاب ہو گیا ۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ باتیں سچ ہیں اور اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر میرے پر اور میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے اور جھوٹ کی سزا دے ۔ آمین لعنة اللّٰہ علی الکاذبین

ایسا ہی ملاوامل کو چاہیئے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر ان بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھاوے کہ یہ سب افترا ہے اور اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری تمام اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو آمین ۔ ولعنة اللّٰہ علی الکاذبین ۔+

اور یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح پر قسم نہ کھائیں گے بلکہ حق پوشی کا طریق اختیار کریں گے اور سچائی کا خون کرنا چاہیں گے تب بھی میں امید رکھتا ہون کہ حق پوشی کی حالت میں بھی خدا ان کو بے سزا نہیں چھوڑیگا ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی بے عزتی خدا کی بے عزتی ہے ملاوامل اس بات کا بھی مجرم ہے کہ اس نے یہ سب کچھ دیکھ کر پھر مخالفت کر کے اپنی پوری زور اور پوری مخالفت سے ایک اشتہار دیا تھا جس کو دس برس گذر گئے اور لوگوں کو روکا تھا کہ میری طرف رجوع نہ کریں اور نہ کچھ مالی مدد کریں تب اس کے روکنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اشتہار کے بعد کئی لاکھ انسان میرے ساتھ شامل ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا مگر پھر بھی اُس نے خدا کے ہاتھ کو محسوس نہ کیا

---

* اگر یہ سچ نہیں تھا کہ یہ الہام میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کے بارے میں ہے اور یہی میں نے اپنے بعض عزیزوں کو بتا بھی دیا تھا اور خود اپنے بھائی مرحوم کو بھی بتلا دیا تھا جس سے وہ بہت غمگین ہوئے اور مجھ سے بہت افسوس بھی کیا کہ ان کو میں نے کیوں بتلایا مگر جب شرمپت نے مجھ کو خبر دی کہ بیٹے کا نام امین چند نام رکھا ہے تو تقدیر الٰہی سے میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے کہ ممکن ہے کہ عمی سے مراد امین چند ہو کیونکہ ہندو لوگ امین چند کے نام کو مختصر کر کے امی بھی کہدیتے ہیں تب اس کے دل میں بہت خوف پیدا ہوا اور اس نے گھر میں جا کر امین چند کی جگہ گوکل چند اپنے لڑکے کا نام رکھدیا ۔ منہ

+ کرم دین کا بیان تھا کہ کذاب اس کو کہتے ہیں جو بہت جھوٹ بولنے والا ہو اور ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو اور لئیم اس کو کہتے ہیں جو ولد الزنا ہو اور اس کے خاندان میں ایسا ہی سلسلہ چلا آیا ہو اور اُسپر اس نے کتابیں بھی دکھلائیں مگر ڈویژنل جج نے فرمایا کہ اگر ان الفاظ سے سخت تر بھی الفاظ بولے جاتے تب بھی اس کے کرم دین کی کچھ بے عزتی نہیں تھی یعنی اس کی حالت کے لحاظ سے ابھی یہ الفاظ تھوڑے ہیں ۔ منہ

+ یہ بد دعا کا فقرہ اس مراد سے الزام ملزوم ہے کہ میری اس دعا کے مقابل پر شرمپت بھی اپنی نسبت انہیں الفاظ کے ساتھ بد دعا چھپوا کر کسی اخبار میں شائع کرا دے ۔ منہ ۔

+ یہ سچ ہے کہ ایکمرتبہ ملاوامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں اکثر لوگ خود غرضی سے ۲ ر ۲ روپیہ لیکر عدالتوں میں گواہی کیوقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں تمام مدار ایسی قسم پر ہے جو میں نے لکھی ہے اگر یہ لوگ خدا سے بےخوف ہو کر اپنی قوم کو خوش کرنے کیلئے ایسی قسم کھا لیں گے تب ان کو معلوم ہوگا کہ خدا بھی ہے ۔ منہ ۔

+ اور اگر راست راست شائع کر دینگے تو مجھ کو قوی امید ہے کہ وہ خدا سے اس کا اجر اور برکت پائیں گے مگر خدا بند [illegible]

؎ یہ پیشگوئی نہ صرف کتاب مواہب الرحمن میں بلکہ اخبار الحکم اور البدر میں وقوع سے پہلے شائع کی گئی تھی ۔ منہ ۞

بالآخر ہم اس بات کا لکھنا بہت ہی ضروری سمجھتے ہیں کہ جس پرمیشر کو پنڈت دیانند نے آریوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک ایسا پرمیشر ہے جو عدم اور وجود برابر ہے کیونکہ وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بدچلنی کے زمانہ سے تائب ہو کر اسی اپنے پہلے جسم میں مکتی کو پانا چاہے تو اسکو اس کی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے مکتی عنایت کر سکے بلکہ اس کے لئے آریہ کی رو سے کسی دوسری جون میں پڑ کر دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جون کو چھوڑ کر کتے یا بندر سور یا گدھا بننا تو ضرور چاہیئے یہ پرمیشر ہے جس کو دیالو اور سرب شکتی مان کہا جاتا ہے اگر انسان نے اپنی ہی کوشش سے سب کچھ کرنا ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر پرمیشر کا کس بات میں شکر ادا کیا جاوے اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے بعض حصہ عمر میں ایسا زمانہ بھی آجاتا ہے کہ وہ کسی قدر نفسانی جوشوں اور خواہشوں کا تابع ہو جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ غفلت جو گناہوں کی ماں ہے ضرور کسیقدر اس سے حصہ لیتا ہے اور یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کیا جسمانی پہلو کی رو سے اور کیا روحانی پہلو کی رو سے ابتدا میں کمزوری میں پیدا ہوتا ہے اور پھر اگر خدا کا فضل شامل ہو تو آہستہ آہستہ پاکیزگی کی طرف ترقی کرتا ہے پس یہ خوب ہی پرمیشر ہے جس کو انسان کی فطرت کی ہی خبر نہیں اگر اسی طرح مکتی پانا ہے تو پھر مکتی کی حقیقت معلوم ہم اس آزمائش کیلئے نہ صرف ایک آریہ کو مخاطب کرتے ہیں نہ دو کو نہ تین کو بلکہ نہایت یقین اور بصیرت تامہ کی راہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے روبرو دو ہزار یا دس ہزار یا بیس ہزار یا مثلاً ایک لاکھ ہی آریہ کھڑے ہو کر قسم کھاویں کہ کیا ان کی سوانح عمری ایسی پاک ہے کہ کسی قسم کا ان سے گناہ سرزد نہیں ہوا اور کیا وہ آریہ اصولوں کی رو سے تسلی رکھتے ہیں کہ وہ مرتے ہی مکتی پا جائینگے اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی تعداد کو دوسری مخلوقات سے وہ نسبت نہیں جو قطرہ کو دریا کی طرف ہوتی ہے کیونکہ علاوہ ان تمام بے شمار جانوروں کے جو خشکی اور تری میں پائے جاتے ہیں ایسے غیر مرئی جانور بھی کرۂ ہوا اور پانی میں موجود ہیں جو دہ نظر نہیں آسکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر زمانہ اور مدت دراز گذرنے کے پرمیشر نے مکتی دینے میں ایسی ناقابل کارروائی کی ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں کی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی ہرگز مرضی ہی نہیں کہ کوئی شخص مکتی حاصل کر سکے اور یا یوں کہو کہ وہ مکتی دینے پر قادر ہی نہیں اور یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر قادر ہو تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ دائمی نجات یا مکتی نہ دے سکے اور ایسا ہی باوجود دیالو اور قادر ہونے اسکے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیوں وہ ایسا چڑچڑا مزاج کا ہے کہ ایک ذرا سے گناہ کو بھی نہیں بخش سکتا اور جب تک ایک گناہ کیلئے کروڑ ہا جونوں میں نہ ڈالے خوش نہیں ہوتا ایسے پرمیشر سے کس بہتری کی امید ہو سکتی ہے اور جب کہ ایک شریف طبع انسان بھی تقصیر واروں کے تقصیر ان کی توبہ اور درخواست معافی پر بخش سکتا ہے اور انسان کی فطرت میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ کسی خطا کار کی پشیمانی اور آہ و زاری پر اس کی خطا کو بخشدیتا ہے تو کیا وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اس صفت سے محروم ہے۔ نعوذ باللہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!

پس یہ آریوں کی غلطی ہے کہ اس خدا کو جس کو وہ دیالو بھی کہتے ہیں اور سرب شکتیمان بھی سمجھتے ہیں اس کو اس عظیم الشان صفت سے محروم قرار دیتے ہیں اور یاد رہے کہ انسان جو سراسر کمزوری میں بھرا ہوا ہے بغیر خدا کی صفت مغفرت کے ہرگز نجات نہیں پا سکتا۔ اور اگر خدا میں صفت مغفرت نہیں تو پھر انسان میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ یاد رہے کہ نجات نہ پانا ایک موت ہے۔ ایسا ہی سچی توبہ کرنا بھی ایک موت ہے پس موت کا علاج موت ہے۔ کیا وہ خدا جو ہر ایک چیز پر قادر ہے اس نے ہماری اس موت کا کوئی علاج نہیں رکھا اور کیا ہم بے علاج ہی مرینگے ہرگز نہیں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے علاج بھی ساتھ ہی پیدا ہوا ہے اور افسوس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اس اعتقاد میں ایک ہی راہ پر قدم مارا ہے صرف فرق یہ ہے کہ عیسائی تو انسان کے گناہ بخشوانے کیلئے ایک نبی کے خون کی حاجت سمجھتے ہیں اور اگر وہ نہ مارا جاتا تو گناہ نہ بخشے جاتے اور اگر ثابت ہو کہ وہ مارا نہیں گیا جیسا کہ ہم نے ثابت بھی کر دیا ہے۔ اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے فوت ہوا اور ایک دنیا جانتی ہے کہ کشمیر میں اس کی قبر ہے تو اس صورت میں سب تانا بانا کفارہ کا بیکار ہو گیا اور آریہ صاحبان مطلقاً اپنے پرمیشر کو گناہوں کے بخشنے سے قاصر سمجھتے ہیں۔ اور آریہ اور عیسائی اس اعتقاد میں دونوں شریک ہیں کہ خدا خطا کاروں کو ان کی پشیمانی اور توبہ پر بخش نہیں سکتا اور آریہ صاحبوں نے صرف اسی قدر پر بس نہیں کی بلکہ وہ اپنے پرمیشر کو اس بات سے بھی جواب دیتے ہیں کہ وہ انسان کا خالق اور اس کی تمام قوتوں روحانی اور جسمانی کا مبدء و فیض ہے اور اس طور پر پرمیشر کی شناخت کا دروازہ بھی اُن پر بند ہے کیونکہ وید کی رو سے پرمیشر کی عادت نہیں ہے کہ کوئی نشان آسمانی دکھا دے اور اس طرح پر اپنے وجود کا پتہ دے اور دوسری طرف وہ ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے پس دونوں طرف سے آریہ مذہب کے رو سے پرمیشر کی شناخت محال ہے علاوہ اس کے جس تعلیم پر ناز کیا جاتا ہے نیوگ کا مسئلہ اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے لیکن کیا کسی شریف انسان کی فطرت قبول کر سکتی ہے کہ اس کی زندگی میں اس کی جورو جس کو طلاق بھی نہیں دیگئی دوسرے سے ہم بستر ہو جائے۔

علاوہ اس کے جس جاودانی نجات کا انسان طبعاً خواہش مند ہے اور اس کی فطرت میں یہ نقش کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی لذت اور آرام کا طالب ہو اس جاودانی نجات سے یہ مذہب منکر ہے اور اپنے پرمیشر کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک محدود مدت کے بعد اپنے بندوں کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے اور اس کی وجہ یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ چونکہ دنیا کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور پرمیشر ارواح کا خالق نہیں اس پرمیشر کے لئے یہ مصیبت پیش آئی کہ اگر وہ تمام روحوں کو ہمیشہ کی نجات دیدیوے تو اس سے سلسلہ دنیا کا ٹوٹ جائیگا اور کسی دن پرمیشر معطل اور خالی ہاتھ رہ جائیگا کیونکہ ہر ایک روح جو ہمیشہ کی مکتی پا کر دنیا سے گئی۔ تو گویا وہ پرمیشر کے ہاتھ سے گئی پس اس طرح پر جب روحیں خرچ ہوتی رہیں تو باعث اس کے کہ پرمیشر کوئی روح پیدا نہیں کر سکتا اور آمدن کی سبیل قطعاً بند تو ضرور ایک دن ایسا آجائیگا جبکہ پرمیشر کے ہاتھ میں ایک بھی روح نہیں رہیگی تا وہ دنیا میں بھیجی جائے پس اس خیال سے پرمیشر نے یہ پیش بندی اختیار کر رکھی ہے جو ہمیشہ کی مکتی سے روحوں کو جواب دیا کرتا ہے اور دھکے دیکر مکتی خانہ سے باہر نکالتا ہے۔

اس جگہ بعض نادان آریہ محض چالاکی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ انسان کے اعمال محدود ہیں اس لئے مکتی بھی محدود رکھی گئی مگر وہ دھوکہ کھاتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں ہمیشہ کی اطاعت مرکوز ہے نیک آدمی کب کہتے ہیں کہ اتنی مدت کے بعد ہم خداتعالےٰ کی بندگی اور اطاعت چھوڑ دینگے بلکہ اگر بے انتہا مدت تک ان کو عمر دی جائے تب بھی وہ خداتعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کرتے رہینگے۔ اس صورت میں اگر وہ جلد مر جائیں تو ان کا کیا گناہ ہے ان کی نیت میں تو ہمیشہ کی اطاعت ہے نہ کسی حد تک اور تمام مدار نیت پر ہے اور موت جو انسان پر آتی ہے یہ خدا کا فعل ہے نہ کہ انسان کا۔

یہ ہیں عقائد آریہ صاحبوں کے جن پر وہ ناز کرتے ہیں چونکہ اُن کے خیال میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ ایک گناہ سے بھی بے شمار جونوں کی سزا ہو رہی ہے اس لئے وہ گناہوں سے پاک ہونے کیلئے کوئی کوشش کرنا عبث اور بے سُود سمجھتے ہیں اور ان کے مذہب میں کوئی مجاہدہ نہیں ہے جس کی رُو سے اسی دنیا میں انسان گناہ سے پاک ہو سکے۔ جب تک تناسخ کے ذریعہ سے اور طرح طرح کی جونوں میں پڑنے سے سزا نہ پالے پس ظاہر ہے کہ اس صورت میں کس امید پر وہ مجاہدہ کر سکتے ہیں اگر وہ سوچیں۔ اور اگر ان کو روحانی فلاسفی کا کوئی حصہ نصیب ہو تو وہ جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے خدائے رحیم و کریم کی رحمت کا دروازہ اپنے پر بند کر رہے ہیں وہ توبہ سے صرف چند لفظ مراد لیتے ہیں مگر سچی توبہ درحقیقت ایک موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے اور ایک سچی قربانی ہے جو انسان اپنے پورے صدق سے حضرت احدیت میں ادا کرتا ہے اور تمام قربانیاں جو رسم کے طور پر ہوتی ہیں اسی کا نمونہ ہے۔ سو جو لوگ یہ سچی قربانی ادا کرتے ہیں جس کا نام دوسرے لفظوں میں توبہ ہے درحقیقت وہ اپنی سفلی زندگی پر ایک موت وارد کرتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ جو کریم و رحیم ہے اس موت کے عوض میں دوسرے جہان میں انکو نجات کی زندگی بخشتا ہے کیونکہ اس کا کرم اور رحم اس بخل سے پاک ہے جو کسی انسان پر دو موتیں وارد کرے سو انسان توبہ کی موت سے ہمیشہ کی زندگی کو خریدتا ہے اور ہم اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے کو پھانسی چڑھانے کے محتاج نہیں ہیں ہمارے لئے وہ صلیب کافی ہے جو اپنی قربانی دینے کی صلیب ہے۔

یاد رہے کہ توبہ کا لفظ نہایت لطیف اور روحانی معنی اپنے اندر رکھتا ہے جس کی غیر قوموں کو خبر نہیں یعنے توبہ کہتے ہیں اس رجوع کو کہ جب انسان تمام نفسانی جذبات کا مقابلہ کرکے اور اپنے پر ایک موت کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ کی طرف چلا آتا ہے سو یہ کچھ سہل بات نہیں ہے اور ایک انسان کو اُسی وقت تائب کہا جاتا ہے جبکہ وہ بکلی نفس امّارہ کی پیروی سے دست بردار ہو کر اور ہر ایک تلخی اور ہر ایک موت خدا کی راہ میں اپنے لئے گوارا کرکے آستانہ حضرت احدیت پر گر جاتا ہے تب وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس موت کے عوض میں خدا تعالیٰ اس کو زندگی بخشے چونکہ آریہ لوگ صرف بہت سی جونوں کو مدار نجات سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے ان کا اس طرف خیال نہیں آتا ہے نہیں جانتے کہ جس طرح میلا کپڑا بھٹی پر چڑھنے سے اور پھر دھوبی کے ہاتھ سے آب شفاف کے کنارہ پر طرح طرح کے صدمات اُٹھانے سے آخر کار سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ توبہ جس کے معنی میں بیان کر چکا ہوں انسان کو صاف پاک کر دیتی ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اس کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے پس یہ آگ جو محبت الٰہی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے یہی نجات کی جڑھ ہے اور نہایت افسوس تو یہ ہے کہ آریہ لوگ اپنے مذہب کی خرابیوں کو نہیں دیکھتے اور اسلام پر بے ہودہ اعتراض کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی ان کا ایسا اعتراض نہیں جو ان کے مذہب کے کسی نہ کسی طریق عمل میں وہ داخل نہیں اب ہم اس رسالہ کو خدا کے نام پر ختم کرتے ہیں۔ الحمد للّٰہ اوّلًا و آخرًا ھو مولٰنا نعم المولٰی و نعم النصیر ط

نظم از مصنّف

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اسکو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جنکے اس دین سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے

دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دار الشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

دُنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مُفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دین سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہما یہی ہے

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اُس کا جو ہے یگانہ۔ چہرہ نما یہی ہے

سو سو نشان دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جن سے [illegible] اب تلک ہے تازہ
اے گرنے والو دوڑو دین کا عصا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشان نہیں ہے
دیں کی مرے پیارو زرّیں قبا یہی ہے

افسوس آریوں پر جو ہو گئے ہیں شپّر
وہ دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے

معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں
کیا ان نیوگیوں کا ذہنِ رسا یہی ہے

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
جیتینگے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

افسوس سب، دلوں میں سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ اُن میں ہرزہ درا یہی ہے

آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
کیا جُون انکی بگڑی یا خود قضا یہی ہے

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے

لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اُس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حق و خطا یہی ہے

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا (لیکھرام)
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخمِ فنا یہی ہے

میٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے
ان تیرہ باطنوں کے دل میں دغا یہی ہے

جاں بھی اگرچہ دیویں انکو بطور احساں
عادت ہے انکی کفران رنج و عنا یہی ہے

ہندو کچھ ایسے بگڑے دل پُر ہیں بغض و کیں سے
ہر بات میں ہے توہیں طرزِ ادا یہی ہے

جاں بھی ہے اُن پہ قرباں گر دل سے ہوویں صافی
بس ایسے بدگنوں کا مجھکو گلا یہی ہے

احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
گویا کہ ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے

بنتے ہی جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے

دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
غم تو بہت ہیں دل میں پر جان گزا یہی ہے

[illegible] کی بُرائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے بُرا یہی ہے

غفلت پہ غافلون کے روتے رہے ہیں مُرسل ۔ پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے
ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو ۔ تعلیم مین ہمارے حکم خدا یہی ہے
ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی ۔ تقویٰ کی جڑھ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے
پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت ۔ کہنے مین سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے
جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسےٰ ۔ مکار ہیں وہ سارے ان کی ندا یہی ہے
اک وید ہے جو سچا باقی کتابیں ساری ۔ جھوٹی ہیں اور جعلی اک رہ نما یہی ہے
یہ ہے خیال ان کا پرمیت بنایا تنکا ۔ پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے
کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے ۔ اس کے گماں میں اس کا ارض و سما یہی ہے
ویدوں کا سب خلاصہ ہمنے نیوگ پایا ۔ اُن پستکوں کی رو سے کارِ بھلا یہی ہے
جس استری (عورت) کو لڑکا پیدا نہ ہو پیا (خاوند) سے ۔ ویدوں کی رُو سے اُسپر واجب ہُوا یہی ہے
جب ہے یہی اشارہ ۔ پھر اُس کو کیا ہے چارہ ۔ جبتک نہ ہوویں گیارہ لڑکے روا یہی ہے
ایشر کے گن عجب ہیں ویدوں میں ای عزیزو! ۔ اُسمیں نہیں مروت ہمنے سُنا یہی ہے
دیکر نجات دکھتی پھر چھینتا ہے سب سے ۔ کیسا ہے وہ دیالو جسکی عطا یہی ہے
ایشر بنا ہے مُنہ سے خالق نہیں کسیکا ۔ رُوحیں ہیں سب انادی پھر کیوں خدا یہی ہے
روحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا ۔ اُس کی حکومتوں کی ساری بنا یہی ہے
ان کا ہی مُنہ ہے تکتا ہر کام مین جو چاہے ۔ گویا وہ بادشاہ ہیں اُن کا گدا یہی ہے
القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے ۔ اُن کا ہے جسپہ تکیہ وہ بے نوا یہی ہے
اے آریو کہو اب ایشر کے ہیں یہی گُن ۔ جس پہ ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے
ویدوں کو شرم کر کے تمنے بہت چھپایا ۔ آخر کو راز بستہ اس کا کھلا یہی ہے
قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر ۔ کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے
کچھ کم نہیں بتوں سے یہ ہند ؤ ں کا ایشر ۔ سچ پوچھئے تو والدہ بت دوسرا یہی ہے
ہمنے نہیں بنائیں یہ اپنے دل سے باتیں ۔ ویدوں سے ای عزیزو! ہمکو ملا یہی ہے
نفرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت ۔ پھر آریوں کے دل مین کیونکر بسا یہی ہے
یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ ۔ ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے
خوش خوش عمل ہیں کرتے اوباش سارے اسپر ۔ ساری نیوگیوں کا اک آسرا یہی ہے ✤

پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم پاک فرقان ۔ اُن کے تو دل کا رہبر اور مقتدا یہی ہے
جب ہو گئے ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر ۔ ہاتھوں مین جاہلوں کے سنگ جفا یہی ہے
رُکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی ۔ ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے
کینے کو ویدر لے کر دل ہیں سب کے کالے ۔ پردہ اُٹھا کے دیکھو اُنمیں بھرا یہی ہے ✤
فطرت کے ہیں درندے ۔ مُردار ہیں نہ زندہ ۔ ہردم زبان کے گندے قہر خدا یہی ہے ✣

✣ اگر ایسے لوگ بھی ان میں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں۔ منہ

✤ یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنھوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزارہا گالیاں خدا کے پاک نبیوں کو دی ہیں جنکی اخبار اور کتب ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ اسجگہ ہماری مراد نہیں ہیں اور وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں۔

ذ اس جگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والون نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے شائع کی ہے ورنہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم وید کی اصل حقیقت کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اسمیں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا جبکہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پیروی کا دعویٰ کرنیوالے صدہا مذہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وید بھی محرف ہو چکا ہے پس بوجہ تحریف اس سے کسی بہتری کی امید بھی لاحاصل ہے۔ منہ

بقیہ حاشیہ۔ اولاد حاصل کرے اور پھر خاوند کو سفر سے واپس آنے پر یہ تحفہ اُس کے آگے پیش کرے اور اس کو دکھا دے کہ تو تو مال حاصل کرنے گیا تھا مگر مین نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے پس عقل اور انسانی غیرت تجویز نہین کرسکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جایز ہو سکے اور کیونکر جایز ہو حالانکہ اس بیوی نے اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہین کی اور اس کی قید نکاح سے اسکو آزادی حاصل نہین ہوئی افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ وہ باتین ہین جو آریہ لوگ وید کی طرف منسوب کرتے ہین مگر ہم نہین کہہ سکتے کہ درحقیقت یہی تعلیم وید کی ہے کہ ہندوؤن کے بعض جوگی جو مجرد رہتے ہین اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات ان کو مغلوب کر لیتے ہین انہون نے یہ باتین خود بنا کر وید کی طرف منسوب کر دی ہون یا تحریف کیطور پر وید مین شامل کر دی ہون کیونکہ محقق پنڈتون نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ بھی آیا ہے کہ ان مین بڑی تحریف کی گئی ہے اور اُس کے بہت سے پاک مسائل بدلا دیئے گئے ہین ورنہ عقل قبول نہین کرتی کہ وید نے ایسی تعلیم دی ہو اور نہ کوئی فطرت صحیحہ قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو بغیر اسکے کہ اس کو طلاق دیکر شرعی طور پر اس سے قطع تعلق کرے یون ہی اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے اس کو دوسرے سے ہمبستر کراوے کیونکہ یہ تو دیوثون کا کام ہے ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کر لی ہو اور خاوند سے کوئی اس کا تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت مین ایسی عورت کو جایز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اسپر کوئی اعتراض نہین ہے اور نہ اس کی پاکدامنی پر کوئی حرف۔ ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہین کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہین ہے جس صورت مین آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورتون کے پردہ کے مخالف ہین کہ یہ مسلمانون کی رسم ہے پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا پاک مسئلہ ان عورتون کے کانون تک پہنچتا رہتا ہے اور ان عورتون کے دلون مین جما ہوا ہے کہ ہم دوسرے مردون سے بھی ہمبستر ہو سکتی ہین تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتون کے سننے سے خاصکر جبکہ ویدون کے حوالہ سے بیان کی جاتی ہین کس قدر ناپاک شہوات عورتون کی جوش ماریںگی بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھین گی۔ اور جبکہ پردہ کا پل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہوتون کا سیلاب کتنا خانہ خراب کریگا چنانچہ جگن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ مین اسکے نمونے بھی موجود ہین کاش اس قوم مین کوئی سمجھدار پیدا ہو۔

اور ہمین یہ بھی سمجھ نہین آتا کہ مکتی حاصل کرنے کیلئے اولاد کی ضرورت کیون ہے کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانند تھا جس نے شادی نہین کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہین اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجنا چاہیئے کہ اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اور ایسا فعل اس سے کرا کر جو تمام دنیا کی نظر مین زنا کی صورت مین ہے حاصل ہو سکتی ہے اور بجز اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اس کی مکتی کا نہین اور یہ ابھی ہم نہین سمجھ سکتے کہ ہزارون طاقتین اور قوتین اور خاصیتین روحون اور ذرات اجسام مین ہین وہ سب قدیم سے خود بخود ہین پرمیشر سے وہ حاصل نہین ہوئین پھر ایسا پرمیشر کس کام کا ہے اور اس کے وجود کا ثبوت کیا ہے اور کیا وجہ کہ اس کو

✤ حاشیہ۔ یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اس جگہ وہ تعلیمین اور وہ اصول ہین جنکو آریہ لوگ اس جگہ ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نیوگ کی تعلیم وید مین موجود ہے، اور بقول اُن کے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر مین کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اس کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہم بستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کیلئے لڑکا حاصل کرے اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے اور اگر اس کا خاوند کہیں سفر مین گیا ہو تو خود اس کی بیوی نیوگ کی نیت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنائی کا تعلق پیدا کرسکتی ہے تا اس طریق سے

دین خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
ان سے وہ چار ہوا غرق ہے، اپنی کھونا
پس لے مرے پیارے عقبیٰ کو مت بسار د
میں ہوں ستم رسیدہ ان سے جو ہیں رمیدہ
میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں
دین کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
برباد جائینگے ہم گر وہ نہ پائینگے ہم
وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کرکے باتیں
جلدآ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
شکر خدائے رحمان جس نے دیا ہے قرآن
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اسکا گہنا
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
اس نے نشان دکھائے طالب سبھی بلائے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
کہتے ہیں حسن یوسف دلکش بہت تھا لیکن
یوسف تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
اسلام کے محاسن کیونکر بیان کروں میں
ہر جا زمین کے کیڑے دین کے ہوئے ہیں دشمن
تھم جاتے ہیں آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سو
سب مشرکوں کے سر پر یہ دین ہے اک خنجر
کیوں ہو گئے ہیں اس کے دشمن یہ سارے گمرہ
دین غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
پہلوں سے خوبتر ہے خوبی میں اک قمر ہے
پہلے تو رہ میں ہارے اس نے ہیں پار اتارے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
وہ یار لامکانی ـ وہ دلبر نہانی
وہ آج شاہ دین ہے وہ تاج مرسلین ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
آنکھ اس کی دوربین ہے دل یار سے قرین ہے
جو راز دین تھے بھارے اس نے بتائے سارے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں میں پھندے
اے میرے رب رحمان تیرے ہی ہیں یہ احسان

سب گالیوں پہ اترے دل میں اترا ہی ہے
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا ہی ہے
اس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا ہی ہے
ان سے ملاپ کرنا راہ ریا ہی ہے
اس دین کو پاؤ یارو بدر الدجیٰ یہی ہے
شاہد ہے آپ دیدہ واقف بڑا یہی ہے
دکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے
دلبر کا ہو سہارا ورنہ فنا یہی ہے
اس یار کی نظر میں شرط وفا یہی ہے
رونے سے لائینگے ہم دل میں رجا یہی ہے
اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے
وہ شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
خالی ہیں ان کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
دنیا سے وہ سدھارے نوشتہ نیا یہی ہے
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
اس غم سے صادقوں کا آہ و بکا یہی ہے
یہ شرک سے چھڑاوے اکمو اذیٰ یہی ہے
وہ رہنما ہے رازِ چون و چرا یہی ہے
اب تم دعائیں کرلو غار حرا یہی ہے
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ طیب و امین ہے اس کی ثنا یہی ہے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھوں میں اس کی شمع دین ہے عین الضیا یہی ہے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
پھر کھوسے جس نے جنکو وہ مجتبیٰ یہی ہے
مشکل ہو تجھ سے آسان ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
کتنے ہیں جو ش الفت یکساں نہیں ہے رہتا
ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
دلبر کا درد آیا حرف خودی مٹایا
اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے
دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دل کرکے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے
تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
اے میرے دل کے درماں ہجران ہے تیرا سوزاں
اک دین کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
کیونکر تباہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے
ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
شادابی و لطافت اس دین کی کہاں میں
آنکھیں ہر ایک دین کی بے نور ہم نے پائیں
لعل یمن بھی دیکھے در عدن بھی دیکھے
انکار کرکے اس سے پچھتاؤگے بہت تم
ان آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
گو ہیں بہت درندے انسان کی پوستیں میں
کس دین پہ ناز ان کو جو وید کے ہیں حامی[+]
اے آریو کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
جسکی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
اس دین کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق

ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے
دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے
ہم نے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے
جب میں مرا جلایا جام بقا یہی ہے
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
جو مٹنے ہے دین کو وہ آسیا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
سر سبز معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے
سب جوہر دل کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے
پاکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
سب جھوٹے دین مٹادے میری دعا یہی ہے
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

+ یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقائد کا وید ہی پر انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شائع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں منہ